۱۶ دسمبر ــــــ تاریخ کا سبق

۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء ‘ پاکستان کے لئے وہ المناک تاریخ ہے کہ جب دو قومی نظریئہ کی تکرار اور اسلام کے نام پر حاصل کی گئی مملکتِ پاکستان اپنے قیام کی محض ۲۴ برس بعد ہی دولخت ہو گئی۔

آج اِس سانحہ کو ۳۳ برس کا عرصہ گزر چکا ہے اور پاکستان میں جو لوگ آج بھی اسے یاد کرتے ہیں وہ اُسے "یومِ سیاہ" کے طور پر مناتے ہیں اور اس پر ماتم کرتے ہیں تو دوسری طرف بنگالی قوم اسی ۱۶ دسمبر کی تاریخ کو اپنی آزاد ریاست کے قیام کی خوشی کے طور پر مناتی ہے اور یہ تاریخ ان کے لئے "یومِ فتح" اور یومِ آزادی کے جشن کی نوید ساتھ لاتی ہے۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر جیت کس کی ہوئی اور ہار کس کا مقدر بنی ‘ کیا ہارنے والوں نے کُھلے دل سے اپنی شکست تسلیم کر کے اپنا مُحاسبہ کیا اور مستقبل میں ایسی بھیانک اور تباہ کُن غلطیاں نہ کرنے کا عہد کیا یا نہیں ؟

آیئے اب ذرا تاریخ پر نظر ڈالیں اور یہ جاننے کی کوشش کریں کہ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کا سانحہ کیوں کر رونما ہوا اور اس سب کے پیچھے کون سے عوامل اور محرکات کار فرما تھے۔

تحریکِ پاکستان میں جن صوبوں نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اُن میں بنگال سرِ فہرست تھا۔

یہاں بسنے والے لوگوں نے پاکستان کے قیام کے لئے جانی مالی قربانیاں پیش کیں اور پاکستان کے خواب کو مُمکن بنا دینے کے لئے اپنا سب کچھ بازی پر لگا دیا‘ یوں قیامِ پاکستان میں اپنا کلیدی کردار ادا کیا۔

مسلم لیگ میں جاگیر داروں کی اکثریت اور اُن کے اثر و رسوخ نے قیامِ پاکستان کے فوری بعد یہاں جاگیر دارانہ نظام کو نہ صرف بڑھاوا دیا بلکہ آگے چل کے لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد ملٹری و سول بیورو کریسی نے جاگیر داروں کے گٹھ جوڑ سے ملکی سیاست پر غلبہ حاصل کرنا شروع کیا اور یوں پاکستان کی تباہی و بربادی کی بُنیادیں پڑنا شروع ہو گئیں۔

۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کا سانحہ یکدم رونما نہیں ہوا بلکہ اس کے پیچھے برسوں کی معاشی‘ سماجی‘ تعلیمی ناانصافیوں اور محرومیوں کا عمل دخل تھا جس نے گذرتے وقت کے ساتھ بنگالی قوم کے اس احساس کی شدت میں مزید اضافہ کیا کہ آخر یہ زیادتیاں اُن کے حصّہ میں ہی کیوں آ رہی ہیں اور تعصب کا شکار وہ ہی کیوں ‘ آخر کیوں ؟

سابقہ مشرقی پاکستان جو ٹیکس کی مد میں بڑا حصّہ متحدہ پاکستان کے خزانے میں جمع کراتا تھا اور ملک کی ترقی میں اپنا اہم کردار ادا کر رہا تھا لیکن شروع دن سے ہی اس کے ساتھ سوتیلی اولاد جیسا سلوک روا رکھا گیا۔

تمام تر صنعتی ترقی اور سرمایہ کاری کا رُخ مغربی پاکستان کی جانب موڑ دیا گیا جب کہ سرکاری ملازمتوں سے لے کر فوج کے اہم ادارے تک کو بنگالیوں کے لئے شجرِ ممنوعہ بنا دیا گیا۔

مشرقی و مغربی پاکستان کے درمیان بڑھتی ہوئی خلیج اور اسی تناؤ کے ماحول میں ۱۹۷۰ء کے عومی انتخابات کا اعلان کر دیا گیا۔ شیخ مجیب الرحمٰن کی قیادت میں عوامی لیگ نے سابقہ مشرقی پاکستان میں ۱۰۰ فیصد اکثریت حاصل کی اور قانوناً پاکستان میں مرکزی سطح پر حکومت بنانے کے حقدار ٹھہرے۔

لیکن پاکستان کی Establishment ‘ فوج اور مغربی حصہ کے سیاست دانوں کو یہ کسی صورت قبول نہ تھا کہ آج تک محکوم رکھی جانے والی بنگالی قوم کا کوئی نمائندہ پاکستان پر حقِ حکومت (Right to govern) حاصل کر سکے‘ چنانچہ یحییٰ خان ‘ ذوالفقار علی بھٹو اور Establishment کے گٹھ جوڑ

نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کرلیا کہ اقتدار کسی صورت مجیب الرحمن کے حوالے نہ کیا جائے۔

طاقت کے نشے میں بدمست یحیٰی خان اور ان جیسے دیگر جرنیلوں نے سابقہ مشرقی پاکستان میں فوجی آپریشن کے احکامات جاری کردیئے اور بنگالیوں کو جس طریقہ سے تہہ تیغ کیا گیا ' لاکھوں بنگالی خواتین کی جس انداز میں بے حرمتی کی گئی وہ ایک شرمناک حقیقت ہے۔ پاکستانی فوج کے ان کارناموں نے ہٹلر اور چنگیز خان جیسے ظالموں کی روحوں کو بھی یقیناً شرمندہ کردیا ہوگا۔

سیاسی مفاہمت کی ضرورت کو سرے سے نظر انداز کرتے ہوئے مغربی پاکستان کے حکمرانوں نے فوج کشی کا جو راستہ اختیار کیا اُس نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور بآلاخر بنگالی قوم نے اس ظلم وستم سے ہمیشہ کے لئے نجات کو ہی اپنے دیرینہ مسائل کا حل جانا۔

ظلم کا حد سے بڑھنا ' مُکتی باہنی کا قیام اور بنگالی قوم میں آزاد ریاست کی شدید خواہش نے ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کے عظیم سانحہ کو جنم دیا کہ جب پاکستان دولخت ہوگیا اور بنگلہ دیش کی صورت میں ایک آزاد ریاست کا قیام عمل میں آیا۔

پاکستان کی فوج ' Establishment اور ملٹری و سول بیوروکریسی نے اس سانحۂ سے کتنا سبق حاصل کیا اور کیا آج پاکستان کی داخلی و خارجی پالیسیاں ماضی کی اس بھیانک غلطی کو سامنے رکھ کر بنائی جارہی ہیں یا صورتحال میں سرے سے کوئی تبدیلی رونما ہوئی ہی نہیں ماسوائے ماہ و سال کے جو اپنا سفر طے کررہے ہیں۔

آج پاکستان پر بھی پنجابی Establishment اور فوج میں اردو بولنے والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

ایم کیو ایم جو کل تک سندھ کے شہری علاقوں کی نمائندہ جماعت تھی اور آج ہر گزرتے دن کے ساتھ سندھ کے دیہی علاقوں میں اس کی مقبولیت بڑھتی جارہی ہے 'اس کے ووٹ بینک کو شروع دن ہی سے قبول نہیں کیا گیا۔

۱۹ جون ۱۹۹۲ء کو سندھ کے شہری علاقوں پر فوج کشی کا بھیانک عمل کیا گیا ' ایم کیو ایم کے ہزاروں کارکنوں وہمدردوں کو شہید کردیا گیا ۔۔۔۔۔ خواتین کی بے حرمتی کی گئی اور پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں ایک سازش کے تحت خون کی ہولی کھیلی گئی۔

بلوچستان میں جس انداز میں بلوچوں پر بمباری کی گئی ' تمام تر قدرتی وسائل سے مالامال ہونے کے باوجود بلوچ آج بھی پسماندگی کا شکار ہیں اور اب وہاں بلوچوں کے حقوق کے نام پر " بلوچستان لبریشن آرمی" جیسی تنظیموں کا وجود اور ان کی کاروائیاں بہت کچھ سوچنے اور سمجھنے پر مجبور کردیتی ہیں۔

یہ سب کچھ وہی نہیں ہے جو کل تک سابقہ مشرقی پاکستان کے ساتھ ہورہا تھا؟

کیا پاکستان کے مقتدر اداروں اور اربابِ اختیار کو ملک کے بگڑتے حالات اور سانحۂ مشرقی پاکستان کے واقعات میں کوئی مماثلت نظر نہیں آتی؟

اگر جواب نہیں ہے اور اقتدار کے ایوانوں میں " سب کچھ ٹھیک ہے" کی گردان ہے تو پھر افسوس صد افسوس جو قومیں اور حکمران اپنے ماضی کی بھیانک غلطیوں سے بھی سبق حاصل نہیں کرتے تو پھر اُن کا بھی اللہ ہی حافظ ہے اور اس بد قسمت ملک کا بھی۔

اعجاز صدیقی

۔ ایم کیو ایم امریکہ ۔